اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس چیز کی طرف بلاتے ہیں اگر وہ حق ہے تو ساتوں بار انہی کا تیر نکال۔ میں نے سات بار قرعہ ڈالا اور ساتوں بار آپؐ کا ہی تیر نکلا

اخلاص و وفا کے پیکر بدری صحابہ حضرت ابو لُبَابہ بن عبد المنذرؓ، حضرت ابو الضَّیَّاح بن ثابت بن نعمانؓ، حضرت اَنَسَہ مَولٰی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، حضرت ابو مَرثَد بن ابی مَرثَد، حضرت ابو مَرثَد کَنَّازؓ، حضرت سَلِیط بن قیس بن عمروؓ، حضرت مُجَذَّر بن زیادؓ، حضرت رِفَاعَہ بن رَافع بن مَالِک بن عجلانؓ، حضرت ابو اُسَید بن مَالِک رَبِیعہؓ، حضرت عبد اللہ بن عَبد الاَسَدؓ، حضرت خَلَّاد بن رَافعؓ، حضرت عَبَّاد بن بشرؓ اور حضرت حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعہؓ کی سیرت کے بعض پہلوؤں کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ 27؍ جنوری 2023ء بمطابق 27؍ صلح 1402 ہجری شمسی

بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آج صحابہؓ کے ذکر میں سے ہی کچھ بیان کروں گا۔ پہلا جو ذکر ہے وہ

حضرت ابو لُبَابہ بن عبد المنذرؓ

کا ہے۔ ان کے بارے میں بعض اَور روایات ملی ہیں وہ بھی پیش کر دیتا ہوں۔ تفصیل تو پہلے بھی آ چکی ہے۔

علامہ ابن عبد الْبَر اپنی تصنیف الاستیعاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہ قرآن مجید کی آیت وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا (سورۃالتوبہ:102) کہ ’’اور کچھ دوسرے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا انہوں نے اچھے اعمال اور دوسرے بداعمال ملا جلا لیے‘‘ میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابولُبَابہ اور ان کے ساتھ سات آٹھ یا نو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ حضرات غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ بعد میں شرمسار ہوئے اور خدا کے حضور توبہ کی اور اپنے آپ کو ستونوں کے ساتھ باندھ لیا۔ ان کا اچھا عمل توبہ اور ان کا بُرا عمل جہاد سے پیچھے رہنا تھا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد ۴ صفحہ ۱۷۴۱ ابولُبَابَہ بن عبد المنذر دار الجیل بیروت)

مُجَمِّع بن جَارِیَہ سے روایت ہے کہ حضرت خَنْسَاء بنتِ خِدَام حضرت اُنیس بن قَتَادہؓ کی زوجیت میں تھیں جب آپؓ غزوہ احد کے دن شہید ہوئے۔ پھر حضرت خَنْسَاء بنتِ خِدَامؓ کے والد نے آپ کی شادی مُزَیْنَہ قبیلہ کے ایک آدمی سے کی جسے آپ ناپسند کرتی تھیں۔ حضرت خَنْسَاءؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح فسخ کر دیا تو حضرت خَنْسَاءؓ سے حضرت ابولُبَابَہ نے شادی کی جس سے حضرت سَائِب بن ابولُبَابَہ پیدا ہوئے۔

(معرفۃ الصحابۃ لابی نُعَیم جلد ۱ صفحہ ۲۵۰، اُنَیس بن قَتَادَۃؓ، دار الوطن للنشر)

عبد الجبار بن وَرْد سے روایت ہے کہ مَیں نے ابن ابی مُلَیْکَہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ عبد اللہ بن ابی یزید کا کہنا ہے کہ حضرت ابولُبَابَہؓ ہمارے پاس سے گزرے ہم ان کے ساتھ تھے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں گئے ان کے ساتھ ہم بھی گھر میں داخل ہوئے۔ ہم نے دیکھا کہ ایک شخص پھٹے پرانے کپڑے میں بیٹھا ہے۔ مَیں نے اُس سے سنا وہ کہتا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص قرآن کو خوش آواز سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب اسْتِحْبَابِ التَّرْتِيلِ فِي الْقِرَاءَةِ حدیث نمبر:۱۴۷۱)

پھر ذکر ہے

حضرت ابوالضَّیَّاحؓ بن ثابِت بن نُعمانؓ

کا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو الضَّیَّاحؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر کے لیے نکلے تھے لیکن پنڈلی پر پتھر کی نوک لگنے سے زخم آیا جس کی وجہ سے وہ واپس لَوٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں اُن کا حصہ رکھا۔

(البدایۃ والنہایۃ جزء ۵ صفحہ ۲۵۲ کتاب المغازی فصل غزوہ بدر العظمی دار الھجر بیروت ۱۹۹۷ء)

پھر

حضرت اَنَسَہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا ذکر ہے۔حضرت اَنَسَہؓ کی کنیت ابو مَسْرُوح اور بعض کے نزدیک ابو مِسْرَح بیان ہوئی ہے۔(الاصابة فی تمییز الصحابة جلد۱ صفحہ ۲۸۳، اَنَسَہ مولی النبیؐ، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۵ء) حضرت اَنَسَہؓ سَرَاۃ میں پیدا ہوئے تھے۔ سَرَاۃ یمن اور حبشہ کے قریب ایک جگہ ہے۔

(اُسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد۱ صفحہ ۳۰۱، اَنَسَہؓ، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

(روشن ستارے جلد 1 صفحہ 145)

ان کی ہجرت کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ جب آپؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپ حضرت کلثوم بن ہِدْمؓ کے ہاں ٹھہرے جبکہ بعض روایات کے مطابق آپ حضرت سعد بن خَیْثَمہؓ کے ہاں ٹھہرے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۳۵، اَنَسَہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء)

امام زُہریؒ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے بعد ملاقات کرنے والوں کو ملنے کی اجازت دے دیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کے لیے حضرت اَنَسَہؓ اجازت لیا کرتے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۳۶، اَنَسَہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء)

اندر گھر ملاقاتیوں کی اطلاع دینی آپؓ کا کام تھا۔

پھر ذکر ہے

حضرت مَرْثَد بن ابی مَرْثَدؓ

کا۔عمران بن مَنَّاح کہتے ہیں کہ جب ابو مَرْثَد اور ان کے بیٹے مَرْثَد بن ابی مَرْثَد نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اس وقت آپ دونوں حضرت کلثوم بن ہِدْمؓ کے ہاں ٹھہرے۔محمد بن عمر کہتے ہیں کہ آپؓ غزوۂ احد میں بھی شریک ہوئے اور سریۂ رَجیع والے دن آپؓ کی شہادت ہوئی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۳ صفحہ ۳۵ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۷ء)

حضرت مَرثَدؓ کے ایک بیٹے اُنَیس بن ابی مَرثَد الغنوی کا ذکر ملتا ہے۔آپ کو انس بھی کہا جاتا ہے مگر اُنَیس اکثر ملتا ہے۔آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ اور غزوہ حنین میں شامل تھے۔

(اَسد الغابہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۶ انیس بن مَرْثَد دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۸ء)

ابن حجر نے حضرت مَرثَدؓ کی شہادت صفر چار ہجری بیان کی ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۰۶ صفحہ ۶۴۲ مَرثَد بن ابی مَرثَد۔ دار الحدیث قاہرہ ۲۰۱۰ء)

پھر ذکر ہے

حضرت ابو مَرثَد کَنّاز بن الحُصَین الغَنَوِیؓ

کا۔ ان کا نام کَنّاز تھا۔ ولدیت حُصَین بن یَربُوع۔ آپؓ کے نام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض کے نزدیک آپ کا نام کَنّاز بن حُصَین جبکہ بعض کے نزدیک حُصَین بن کَنّاز تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام ایمن تھا مگر زیادہ مشہور کَنّاز بن حُصَین ہی تھے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر عسقلانی، باب الکنی۔ ابو مَرثَد الغنوی، جزء ۷ صفحہ ۳۰۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت ابو مَرثَدؓ حضرت حمزہؓ کے ہم عمر اور ان کے حلیف تھے۔ آپؓ لمبے قد کے مالک تھے اور آپؓ کے سر کے بال گھنے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جزء ۳ صفحہ ۳۴، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت ابو مَرثَدؓ اور ان کے بیٹے حضرت مَرثَد رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کو غزوۂ بدر میں شرکت کی توفیق ملی۔ آپؓ کے بیٹے حضرت مَرثَدؓ واقعۂ رجیع میں شہید ہوئے۔ (اُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن اثیر جزء ۶ صفحہ ۲۷۶-۲۷۷، ابو مَرثَد الغنوی، دار الکتب العلمیۃ بیروت) پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت ابو مَرثَدؓ کے ایک پوتے حضرت اُنَیس بن مَرثَدؓ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ وہ فتح مکہ اور غزوہ حنین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔

(اُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ لابن اثیر جزء ۱ صفحہ ۳۰۶، اُنَیس بن مَرثَد۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ربیع الاول دو ہجری کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس شتر سوار مہاجرین کا ایک دستہ اپنے چچا حضرت حمزہ بن عبد المطلبؓ کی قیادت میں مدینہ سے مشرق کی جانب سیف البحر علاقہ عِیص کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت حمزہؓ اور ان کے ساتھی جلدی جلدی وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مکہ کا رئیسِ اعظم ابو جہل تین سو سواروں کا ایک لشکر لیے ان کے استقبال کو موجود ہے۔ دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرائی کرنے لگ گئیں اور لڑائی شروع ہونے والی ہی تھی کہ اس علاقے کے رئیس مَجدِی بن عَمرو اَلجُھَنِی نے جو دونوں فریقوں کے ساتھ تعلق رکھتا تھا درمیان میں پڑ کر بیچ بچاؤ کروایا اور لڑائی ہوتے ہوتے رک گئی۔ یہ مہم

سریہ حمزہ بن عبد المطلب

کے نام سے مشہور ہے۔(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 329) حضرت ابومَرثَدؓ بھی اس سریہ میں شامل تھے۔ روایت میں ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا لواء، جھنڈا حضرت حمزہؓ کو باندھا تھا اور اس سریہ میں حضرت حمزہؓ کا یہ جھنڈا حضرت ابومَرثَد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھائے ہوئے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۲ صفحہ ۳-۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

پھر ذکر ہے

حضرت سَلِیط بن قیس بن عمروؓ

کا۔حضرت سَلِیطؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو عدی بن نَجّار سے تھا۔(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد ۲ صفحہ ۵۳۸، سَلِیط بن قیس، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان) حضرت سَلِیطؓ کی والدہ کا نام حضرت زُغیبہ بنت زُرارۃؓ تھا جو حضرت اَسعد بن زُرارۃؓ کی ہمشیرہ تھیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۳۸۸، سَلِیط بن قیس، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء)

ایک روایت میں بیان ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے بھائی ولید بن ولید کو غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت سَلِیط بن قَیسؓ نے قید کیا تھا۔

(امتاع الاسماع جلد ۶ صفحہ ۲۴۸، اولاد عم ام سلمۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۹ء)

فتح مکہ کے موقع پر انصار کے قبیلہ بَنُومَازِن کا جھنڈا حضرت سَلِیط بن قیسؓ کے پاس تھا۔

(امتاع الاسماع جلد ۷، صفحہ ۱۶۸-۱۶۹، و اما اللواءات والرأیات، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۹ء)

اسی طرح غزوۂ حنین کے موقع پر بھی بنو مازن کا جھنڈا حضرت سَلِیطؓ کے پاس تھا۔

(کتاب المغازی جلد ۳ صفحہ ۸۹۶، غزوۂ حنین، مکتبہ عالم الکتب)

تیرہ ہجری میں جبکہ بعض کے مطابق چودہ ہجری کے آغاز میں حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں جنگِ جسر کا واقعہ پیش آیا۔ یہ جنگ مسلمانوں اور فارسیوں کے درمیان موجودہ عراق کے علاقے میں لڑی گئی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت ابو عُبَید بن مسعود ثَقَفِیؓ تھے اس لیے اس جنگ کو جنگ جِسرِ ابی عُبَید بھی کہتے ہیں۔ اس جنگ کے مزید نام ہیں جنگِ مَرْوَحہ جو دریائے فرات کے مغربی کنارے پر واقع ایک جگہ کا نام ہے۔ جنگ قُسُّ النَّاطِف۔ یہ بھی دریائے فرات کے مشرقی

کنارے پر کوفہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ اس جنگ میں دو ہزار ایرانی تہ تیغ ہوئے جبکہ بعض روایات کے مطابق چھ ہزار ایرانی مارے گئے۔ مسلمانوں کی طرف سے بعض روایات کے مطابق اس جنگ میں اٹھارہ سو مسلمان شہید ہوئے جبکہ بعض کے مطابق چار ہزار مسلمان شہید ہوئے جن میں ستر انصار اور بائیس مہاجرین بھی شامل تھے۔ ان شہداء میں حضرت سَلِیْط بن قیسؓ بھی شامل تھے۔ بعض کے نزدیک اس معرکہ میں سب سے آخر میں شہید ہونے والے حضرت سَلیُط بن قیسؓ تھے۔

(ماخوذ از الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثة الخلفاء جلد ۲ جزء ۲ صفحہ ۱۲۴-۱۲۹، عالم الکتب بیروت)

(ماخوذ از البدایة والنہایة لابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۴۶، مکتبۃ المعارف بیروت)

(ماخوذ از اٹلس فتوحات اسلامیہ از احمد عادل کمال حصہ دوم صفحہ 90، معرکہ جسر، مکتبہ دار السلام)

(البدایة والنہایة جلد ۹ صفحہ ۵۹۴ مطبوعہ دار ھجر بیروت)

(معجم البلدان جلد ۴ صفحہ ۳۴۹، دار الصادر بیروت لبنان)

(سیر اعلام النبلاء سیر الخلفاء الراشدون صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۹۹۶ء)

بعض مؤرخین کے مطابق آپؓ کی نسل آگے نہیں چلی جبکہ بعض کے مطابق آپؓ کے بیٹے کا نام عبداللہ بن سَلِیْط تھا جس نے آپ سے ایک روایت بیان کی ہے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت سَلِیْطؓ کی ایک بیٹی تھی جس کا نام ثُبَیْتَہ تھا جو حضرت سُخَیلہ بنتِ صِمَّہؓ کے بطن سے تھی۔ اُسَد الغابہ کے مؤلف لکھتے ہیں کہ آپؓ کی اولاد کی نسل آگے نہیں چلی۔

عبداللہ بن سَلِیْط بن قیس اپنے والد حضرت سَلِیْط بن قیسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص کا باغ تھا جس میں کسی دوسرے انصاری شخص کے کھجور کے درخت تھے اور وہ شخص اس باغ میں صبح و شام آیا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ اس کے درختوں میں سے جو باغ کی دیوار کے ساتھ لگے ہوئے ہیں ان کی کھجوریں اس انصاری کو دیا کریں جس کا باغ تھا۔

(اُسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد ۲ صفحہ ۵۳۸، سَلِیْط بن قیس، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۳۸۸، سَلِیْط بن قیس، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء)

پھر ذکر ہے

حضرت مُجَذَّرْ بن زِیَادؓ

کا۔ موسیٰ بن عُقْبہ نے بیان کیا ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ ابویَسَرْ نے ابوبَخْتَرِی کو قتل کیا اور بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ مُجَذَّر نے اسے قتل کیا تھا۔ حضرت مُجَذَّرؓ نے جاہلیت میں سُوَید بن صامِت کو قتل

کر دیا تھا اور اس قتل نے جنگِ بُعَاث کو برانگیختہ کیا تھا۔ بعد میں حضرت مُجَذَّرؓ اور حضرت حارث بن سُوَید بن صامتؓ نے اسلام قبول کر لیا لیکن حارِث بن سُوَید موقع کی تلاش میں رہے کہ اپنے والد کے بدلہ میں انہیں قتل کریں۔ غزوۂ احد میں جب قریش نے مڑ کر مسلمانوں پر حملہ کیا تو حارث بن سوید نے پیچھے سے ان کی گردن پر وار کر کے انہیں شہید کر دیا۔ غزوۂ حمراء الاَسَد سے واپسی پر حضرت جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو بتایا کہ حارِث بن سُوَید نے مُجَذَّر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ حارِث بن سُوَید کو مُجَذَّر بن زیاد کے بدلے میں قتل کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے دن تشریف لے گئے جب قبا میں سخت گرمی تھی۔ حضرت عُوَیم بن سَاعِدَہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر مسجد قبا کے دروازے پر حارث بن سُوَید کو قتل کیا تھا۔ طبقات الکبریٰ کی یہ روایت ہے غالباً۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ ۲۸۳، المُجَذَّر بن زیاد، داراحیاء التراث بیروت ۱۹۹۶ء)

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ الجزء الخامس صفحہ ۵۷۲-۵۷۳، المُجَذَّر بن زیاد، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۵ء)

(امتاع الاسماع جلد ۱۰ صفحہ ۱۰، فصل فی ذکر من کان یقیم الحدود بین یدی رسول اللہؐ، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۹ء)

پھر

حضرت رِفَاعَہ بن رَافِع بن مالِک بن عجلانؓ

کا ذکر ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت رِفَاعَہ بن رَافِعؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ مُعاذ بنِ رِفَاعَہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت رِفَاعَہ بن رَافِع اور ان کے خالہ زاد بھائی حضرت معاذ بن عَفْراءؓ نکلے اور مکہ مکرمہ پہنچے جب دونوں ثَنِیَّہ پہاڑی سے نیچے اترے تو انہوں نے ایک شخص کو درخت کے نیچے بیٹھے دیکھا۔ راوی کے مطابق یہ واقعہ چھ انصاریوں کے نکلنے سے پہلے کا ہے یعنی بیعت عقبہ اولیٰ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جب ہم نے، اُس شخص کو دیکھا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تو ہم نے کہا کہ اس شخص کے پاس چلتے ہیں اور اپنا سامان اس کے پاس رکھوا دیتے ہیں یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کر آئیں۔ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہلیت کے رواج کے مطابق سلام کیا مگر آپؐ نے اسلامی طریق کے مطابق سلام کا جواب دیا اور ہم کہتے ہیں کہ ہم نبی کے بارے میں سن تو چکے تھے کہ مکہ میں کسی نے دعویٰ کیا ہے مگر ہم نے آپؐ کو نہ پہچانا۔ ہم نے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپؐ نے کہا کہ نیچے اتر آؤ۔ پس ہم نیچے اتر آئے اور آپؐ سے پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے جو نبوت کا دعویدار ہے اور وہ کہتا ہے جو بھی وہ کہتا ہے یعنی جو بھی اس کا دعویٰ ہے وہ اپنے دعویٰ کے متعلق کہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مَیں ہی ہوں۔ پھر کہتے ہیں میں نے کہا کہ مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسلام کے بارے میں بتایا اور پوچھا کہ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟ ہم نے کہا انہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ بت کس نے پیدا کیے ہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو؟ ہم نے کہا یہ ہم نے خود بنائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا پھر پیدا کرنے والا عبادت کا زیادہ حق دار ہے یا وہ جن کو پیدا کیا گیا ہے۔ پھر تو تم زیادہ حقدار ہو کہ تمہاری عبادت کی جائے کیونکہ تم بتوں کے پیدا کرنے والے ہو اور پھر آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کی عبادت اور اس کی گواہی کی طرف بلاتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں اور آپس میں صلہ رحمی کرنے اور دشمنی کو چھوڑ دینے کی طرف بلاتا ہوں جو لوگوں کے ظلم کی وجہ سے ہو۔ ہم نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! جس چیز کی طرف آپؐ بلاتے ہیں اگر جھوٹی ہوئی تو بھی یہ عمدہ باتیں ہیں اور اَحسن اخلاق ہیں۔ آپؐ ہماری سواری کو سنبھالیں یہاں تک کہ ہم طواف کر آئیں۔ مُعَاذ بن عَفْرَاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی بیٹھے رہے۔

رِفَاعَہ بن رَافِع کہتے ہیں پس میں بیت اللہ کا طواف کرنے گیا۔ میں نے سات تیر نکالے اور ایک تیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مقرر کر لیا جو اُن کا طریقہ تھا۔ دل کی تسلی کے لیے یہ تیروں سے شگون لیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں پھر بیت اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دعا مانگی۔ اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس چیز کی طرف بلاتے ہیں اگر وہ حق ہے تو ساتوں بار انہی کا تیر نکال۔ میں نے سات بار قرعہ ڈالا اور ساتوں بار آپؐ کا ہی تیر نکلا۔

میں زور سے بولا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ پس لوگ میرے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے یہ شخص مجنون ہے، صابی ہو گیا ہے۔ میں نے کہا بلکہ مومن آدمی ہے۔ یعنی جس کی تم باتیں کر رہے ہو وہ تو مجنون ہے، صابی ہے لیکن میں نے کہا نہیں بلکہ مجھے تو لگتا ہے مومن آدمی ہے۔ پھر میں مکہ

کے بالائی علاقے میں آ گیا۔ پس

جب مُعاذ نے مجھے دیکھا تو کہا رِفَاعَہ ایسے نورانی چہرے کے ساتھ آ رہا ہے جیسا کہ جاتے وقت نہ تھا۔

یعنی کلمہ پڑھنے سے پہلے وہ نورانی چہرہ نہیں تھا جیسا کہ اب ہے۔ پس میں آیا اور اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سورۂ یوسف اور اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ پڑھائی۔ پھر ہم واپس آ گئے۔

(المستدرك على الصحيحين جلد ۴ صفحہ ۱۶۵-۱۶۶ کتاب البرّ والصّلہ حدیث ۷۲۴۱، مطبوعہ دار الكتب العلمية بیروت ۲۰۰۲ء)

حضرت رِفاعہ بن رَافعؓ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن میری آنکھ میں تیر لگا جس کی وجہ سے میری آنکھ پھوٹ گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھ پر اپنا لعاب لگایا اور میرے لیے دعا کی تو مجھے اس سے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

(سبل الهدیٰ والرشاد جلد ۴ صفحہ ۵۳ باب ذکر برکة اثر ریقه وید ہ صلی اللہ علیہ وسلم دار الكتب العلمية بیروت ۱۹۹۳ء)

ایک دوسری روایت کے مطابق جنگِ بدر کے دن تیر حضرت رِفَاعَہ بن رَافعؓ کو نہیں بلکہ ان کے والد رَافِع بن مَالِک کی آنکھ میں لگا تھا۔ (المستدرك على الصحيحين كتاب البرّ والصّلہ صفحہ ۱۸۷۶ حدیث نمبر ۵۰۲۴ مکتبہ نزار مصطفی الباز ۲۰۰۰ء) بہر حال اللہ بہتر جانتا ہے لیکن نتیجہ بہر حال وہی ہے کہ تکلیف دُور ہوئی۔

حضرت رِفَاعہ بن رَافِعؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ہم بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ اسی دوران ایک شخص آپؐ کے پاس آیا جو بدوی لگ رہا تھا۔ اس نے آ کر نماز پڑھی اور بہت ہلکی پڑھی۔ پھر مڑا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر بھی سلام ہو۔

واپس جاؤ پھر سے نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔

وہ پھر گیا اور نماز پڑھی۔ پھر وہ آیا اور آ کر اس نے آپؐ کو سلام کیا۔ آپؐ نے پھر فرمایا تم پر بھی سلامتی ہو اور فرمایا کہ واپس جاؤ پھر سے نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس طرح اس نے دو بار یا تین بار کیا۔ ہر بار وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر آپؐ کو سلام کرتا اور آپؐ فرماتے تم پر بھی سلام

ہو۔ واپس جاؤ پھر سے نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ تو لوگ ڈرے اور ان پر یہ بات گراں گزری کہ جس نے ہلکی نماز پڑھی ہے اس نے نماز ہی نہیں پڑھی۔ وہاں جو لوگ، صحابہ ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے ان کو بڑا خوف محسوس ہوا کہ اس کا مطلب ہے کہ

ہلکی نمازیں تو پھر نماز ہی نہیں ہے۔ ہمیں بھی اس لحاظ سے اپنا جائزہ لینا چاہیے۔

آخر اس آدمی نے عرض کیا کہ ہمیں پڑھ کر دکھادیں اور مجھے سکھادیں۔ میں انسان ہی تو ہوں میں صحیح بھی کرتا ہوں اور مجھ سے غلطی بھی ہو جاتی ہے تو آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو پہلے وضو کرو جیسے اللہ نے تمہیں وضو کرنے کا حکم دیا ہے۔ پھر اگر تمہیں کچھ قرآن یاد ہو تو اسے پڑھو ورنہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرَ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہو۔ پھر رکوع میں جاؤ اور خوب اطمینان سے رکوع کرو۔ اس کے بعد بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو اور خوب اعتدال سے سجدہ کرو۔ پھر بیٹھو اور خوب اطمینان سے بیٹھو پھر اٹھو۔ جب تم نے ایسا کرلیا تو تمہاری نماز پوری ہوگئی اور اگر تم نے اس میں کچھ کمی کی تو تم نے اتنی ہی اپنی نماز میں سے کمی کی۔

(سنن الترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی وصف الصلوٰۃ حدیث:۳۰۲)

حضرت رِفَاعَہ بن رَافِعؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ کسی کی نماز مکمل نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ پوری طرح وضو کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا ہے۔ اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے اور اپنے سر کا مسح کرے اور اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب ما جاء فی الوضوء حدیث:۴۶۰)

ایک اَور روایت میں حضرت رِفَاعَہ بن رَافِعؓ سے اس واقعہ کی روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب تم کھڑے ہو اور تم نے قبلہ کی طرف رخ کیا تو اللہ اکبر کہو اور سورہ فاتحہ پڑھو اور اس کے ساتھ جتنا قرآن اللہ چاہے، جتنا تمہیں یاد ہے یا جو پڑھنا چاہتے ہو تم پڑھو جب تم رکوع کرو تو اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھو اور اپنی کمر سیدھی رکھو اور انہوں نے کہا جب تم سجدہ کرو تو اطمینان سے سجدہ کرو اور جب تم سر اٹھاؤ تو اپنے بائیں ران پر بیٹھو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع و السجود حدیث نمبر۸۵۹)

پھر ذکر ہے

حضرت ابو اُسَید مَالِك بن رَبِیعه

کا۔عثمان بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو اُسَید کو دیکھا وہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جزء ۳ صفحہ ۴۲۱ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۷ء)

ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ اَبُو اُسَید مَالِك بن رَبِیعه غزوہ بدر میں شریک تھے جب ان کی اخیر عمر میں بینائی چلی گئی تو انہوں نے کہا کہ اگر آج میں بدر کے مقام پر ہوتا اور میری بینائی بھی ٹھیک ہوتی تو مَیں تم کو وہ گھاٹی دکھاتا جہاں سے فرشتے نکلے تھے۔ مجھے اس میں ذرا بھی شک اور وہم نہیں ہوگا۔

(السیرة النبویة لابن ھشام صفحہ ۴۳۱ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۱ء)

ابو اُسَید مَالِک بن رَبِیعہ سَاعِدِی سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران بنو سَلَمہ کا ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ کے مرجانے کے بعد بھی ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی کوئی صورت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ ان کے لیے دعا کرنا اور ان کے لیے استغفار کرنا۔ ان کے بعد ان کے وعدوں کو پورا کرنا اور جو ان دونوں کے رشتہ دار ہیں ان سے صلہ رحمی کرنا، انہیں جوڑے رکھنا، ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔ (سنن ابو داؤد کتاب الادب باب فی بر الوالدین حدیث: ۵۱۴۲) اس طرح ان کو بھی ثواب پہنچتا رہے گا۔ ان کی روح کو بھی ثواب پہنچتا رہے گا۔ ان کی مغفرت کے سامان ہوتے رہیں گے۔

مَالِک بن رَبِیعہ سے مروی ہے کہ مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما۔ تو ایک شخص نے کہا اور بال کتروانے والوں کی؟ تو آپؐ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا اور بال کتروانے والوں کی بھی۔ مَیں بھی اس روز سر منڈائے ہوئے تھا مجھے اس سے جو مسرت ہوئی وہ مجھے سرخ اونٹ یا بہت زیادہ مال ملنے پر بھی نہ ہوتی۔

(الطبقات الکبری جزء ۲ صفحہ ۷۹-۸۰ دارالکتب العلمیة بیروت)

عثمان بن اَرْقَم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا: تمہارے پاس جو مالِ غنیمت ہے اسے چھوڑ دو تو حضرت ابو اُسَید السَّاعِدِیؓ نے عَابِذ المرزبان کی تلوار رکھ دی تو حضرت ارقمؓ نے اسے اٹھالیا۔ اور کہا یا رسول اللہؐ! یہ مجھے دے دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تلوار ان کو عطا کر دی۔

(معرفة الصحابة لابی نعیم جلد ا صفحہ ۲۹۵ حدیث ۱۰۲۲ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۲ء)

پھر

حضرت عبداللہ بن عبدالاسدؓ

کا ذکر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ محمد بن عُمارہ کہتے ہیں کہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آنے والوں میں سب سے پہلے ہمارے پاس حضرت ابو سَلَمہ بن عَبدالاَسَدؓ تشریف لائے۔ وہ دس محرم کو مدینہ آئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاول کو مدینہ میں تشریف لائے۔ وہ مہاجرین جو سب سے پہلے آئے اور بنو عمرو بن عوف میں ٹھہرے اور جو مہاجرین آخر پر آئے ان کے درمیان دو مہینوں کا فرق ہے۔

حضرت ام سَلَمہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو سَلَمہؓ نے جب مدینہ ہجرت کی تو قبا میں حضرت مُبَشِّر بن عَبدِالمنذرؓ کے ہاں ٹھہرے۔ ہجرت کی تو وہ قبا میں حضرت مُبَشِّر بن عَبدِالمنذرؓ کے ہاں ٹھہرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو سَلَمہ بن عبدالاَسَدؓ اور حضرت سَعدِ بن خَیثَمہ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جز ۳ صفحہ ۱۸۱ ومن بنی مخزوم: ابوسَلَمہ بن عبد الاَسَد دار الکتب العلمیۃ بیروت)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ بنو طے کے ایک شخص نے جو کہ اپنی بھتیجی سے ملنے کے لیے مدینہ آیا تھا یہ خبر دی کہ خُوَیلِد کے بیٹے طُلَیحہ اور سَلَمہ اپنی قوم اور اپنے حلیفوں میں گھوم رہے ہیں اور اپنی قوم اور ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکا کر جنگ پر آمادہ کر رہے ہیں تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اَبُو سَلَمہ یعنی حضرت عَبدُاللہ بن عَبدُ الاَسَد کو بلا کر بنو اَسَد کی سرکوبی کے لیے ڈیڑھ سو مہاجرین اور انصار کی سرکردگی میں بھیجا اور ان کو لِوَاء یعنی ایک پرچم تیار کر کے دیا

اور جس شخص نے بنو اَسَد کے متعلق یہ اطلاع دی تھی اس کو بطور رہبر ساتھ بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو سَلَمہؓ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ تم آگے بڑھتے رہو یہاں تک کہ بنو اَسَد کے علاقے میں جا کر پڑاؤ ڈالو اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ تمہارا سامنا کریں تم ان پر حملہ کر دو۔ چنانچہ اس حکم پر حضرت ابو سَلَمہؓ نہایت تیزی کے ساتھ رات دن سفر کرتے ہوئے عام راستوں سے ہٹ کر

چلے تا کہ بنو اَسَد کو ان کی پیش قدمی کی خبر ہونے سے پہلے وہ ان کے سر پر اچانک پہنچ جائیں۔ آخر چلتے چلتے وہ بنو اَسَد کے ایک چشمے پر پہنچ گئے اور انہوں نے مویشیوں کے باڑے پر حملہ کر دیا اور ان کے تین چرواہوں کو پکڑلیا۔ باقی تمام لوگ جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ حضرت ابو سَلَمہؓ نے اپنے دستے کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور ایک حصہ اپنے پاس رکھ کر باقی دو کو اِدھر اُدھر روانہ کر دیا۔ یہ لوگ کچھ اَور اونٹ اور بکریاں پکڑ لائے مگر کسی آدمی کو نہ پکڑ سکے۔ اس کے بعد حضرت ابو سَلَمہؓ واپس مدینہ لوٹ آئے۔ یہ سیرت الحلبیہ کا حوالہ ہے۔

(السیرۃ الحلبیہ جزء ثالث صفحہ ۲۳۱،باب سرایاہ و بعوثہ،دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۲ء)

عمرو بن ابو سَلَمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو سَلَمہؓ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے اور ابو اُسامہ جُشَمِی نے غزوہ احد میں انہیں زخمی کیا۔ اس نے حضرت ابو سَلَمہؓ کے بازو پر برچھی سے وار کیا۔ حضرت ابو سَلَمہؓ ایک ماہ تک اس زخم کا علاج کرتے رہے جو بظاہر اچھا بھی ہوگیا۔ زخم مندمل ہوگیا جس کی خرابی کو کوئی نہ پہچانتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے پینتیسویں مہینے محرم میں انہیں ایک سریہ میں قَطَن میں بنو اَسَد کی طرف بھیجا۔ قَطَن کے متعلق کہتے ہیں یہ عَنِیْزَہ (نجد) اور خیبر کے وسط میں ایک پہاڑی ہے جس کے شمال میں بنو اَسَد بن خزیمہ آباد تھے۔ بہرحال وہ دس سے زائد راتیں مدینہ سے باہر رہنے کے بعد واپس لوٹے تو ان کا زخم خراب ہوگیا اور وہ بیمار ہو گئے اور تین جمادی الآخر چار ہجری کو وفات پا گئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جز ۳ صفحہ ۱۸۲ و من بنی مخزوم :ابو سَلَمہ بن عبد الاَسَد دارالکتب العلمیة بیروت)
(فرہنگ سیرت صفحہ 237 زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

اَبُوقِلَابَہ سے مروی ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو سَلَمہ بن عبد الاَسَدؓ کے پاس عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے ساتھ ہی ان کی روح پرواز کر گئی۔

راوی کہتے ہیں کہ اس پر وہاں عورتوں نے کچھ کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رُک جاؤ۔ اپنی جانوں کے لیے خیر کے سوا اَور کوئی دعا نہ کیا کرو کیونکہ فرشتے میت کے پاس یا فرمایا میت کے اہل کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ وہ ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ لہٰذا اپنے لیے سوائے خیر کے اَور کوئی دعا نہ

کرو۔ یہ رونا پیٹنا جو ہے ناں جس کو ہمارے ہاں سیاپے کرنا بھی کہتے ہیں وہ نہیں ہونا چاہیے۔ پھر فرمایا: اے اللہ! ان کے لیے ان کی قبر کو کشادہ کر دے اور ان کے لیے اس میں روشنی کر دے۔ ان کے نور کو بڑھا دے اور ان کے گناہ کو معاف کر دے۔ اے اللہ! ان کا درجہ ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند کر۔ اور ان کے پسماندگان میں تو ان کا قائمقام ہو جا۔ ہمیں اور ان کو بخش دے۔ اے رب العالمین! پھر فرمایا: جب روح نکلتی ہے تو نظر اس کے پیچھے ہوتی ہے۔ کیا تم اس کی آنکھیں کھلی نہیں دیکھتے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جز ۳ صفحہ ۱۸۳ ومن بنی مخزوم: ابو سَلَمہ بن عبد الاَسَد دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پھر ذکر ہے

حضرت خَلَّادُ بن رَافِع اَلزُّرَقِیؓ

کا۔ یہ انصاری تھے۔ حضرت خَلَّادُ بن رَافِعؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو خزرج کی شاخ عَجْلَان سے تھا۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ ۴۷۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت مطبوعہ ۲۰۰۱ء)

ان کی والدہ کا نام ام مَالِک بنت اُبی بنِ مَالِك تھا۔ حضرت خَلَّادُ کے بیٹے کا نام یحییٰ تھا جو ام رَافِع بنت عثمان بن خَلْدَہ کے بطن سے تھے۔ یہی لکھا ہے کہ ان کے تمام بچے شروع میں ہی وفات پا گئے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ، الجزء الثالث صفحہ ۴۴۷ خَلَّادُ بن رَافِع دار الکتب العلمیۃ ۱۹۹۰ء)

جیسا کہ نماز پڑھنے کے بارے میں ایک روایت بیان ہو چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تین دفعہ ایک شخص کو فرمایا کہ دوبارہ پڑھو۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی۔ پھر اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپؐ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: واپس جاؤ اور نماز پڑھو اور اسی طرح اس کو دوبارہ لوٹا دیا۔ پھر اس کو لوٹایا اور یہی کہا کہ واپس جاؤ اور نماز پڑھو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا اس لیے آپؐ مجھے سکھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لیے کھڑے ہو تو اللہ اکبر کہو۔ پھر قرآن میں سے جو میسر ہو پڑھو یعنی سورہ فاتحہ کے بعد جو میسر ہے۔ پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں تمہیں اطمینان ہو جائے۔ پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ تمہیں سجدے میں اطمینان ہو جائے۔ پھر سر اٹھاؤ

یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ الغرض اپنی ساری نماز میں اسی طرح کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان حدیث ۷۵۷)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کہتے ہیں کہ وہ شخص جس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا وہ حضرت خَلّادُ بن رَافِعؓ تھے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح جز ۲ صفحہ ۶۵۸ باب صفۃ الصلاۃ حدیث نمبر ۷۹۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

پھر

حضرت عَبّاد بن بِشْرؓ

کا ذکر ہے۔غزوہ خندق کے موقع پر بھی حضرت عَبّاد بن بشرؓ کو بھرپور خدمت کی توفیق ملی۔ چنانچہ حضرت ام سَلَمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مَیں خندق میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی اور کسی جگہ بھی آپؐ سے الگ نہیں ہوئی۔ آپؐ خود بھی خندق کی نگرانی فرماتے تھے۔ ہم سخت سردی میں تھے میں آپؐ کو دیکھ رہی تھی کہ آپؐ اٹھے اور جس قدر اللہ نے چاہا آپؐ نے اپنے خیمے میں نماز پڑھی۔ پھر آپؐ باہر نکلے اور دیکھا۔ کچھ دیر کے لیے نظر دوڑائی پھر میں نے آپؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا یہ تو مشرکوں کے گھڑسوار ہیں جو خندق کا چکر لگا رہے ہیں۔ انہیں کون دیکھے گا؟ پھر آپؐ نے آواز دی۔ اے عَبّاد بن بِشْر! حضرت عَبّادؓ نے عرض کی میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی اَور بھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ہوں۔ ہم آپؐ کے خیمے کے اردگرد ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اپنے ساتھیوں کے ساتھ جاؤ اور خندق کا چکر لگاؤ۔ یہ ان مشرکین کے گھڑسواروں میں سے کچھ گھڑسوار ہیں جو تم پر چکر لگا رہے ہیں اور وہ خواہش رکھتے ہیں کہ تمہاری غفلت میں اچانک تم پر حملہ کر دیں۔ پھر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! ہم سے ان کے شر کو دُور کر دے اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما اور ان کو مغلوب کر دے۔ تیرے علاوہ کوئی انہیں مغلوب نہیں کر سکتا۔

پھر حضرت عَبّاد بن بِشْرؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلے اور دیکھا کہ ابوسفیان مشرکین کے چند گھڑسواروں کے ساتھ تھا اور وہ خندق کی تنگ جگہ کا چکر لگا رہا تھا اور مسلمان جو اس کنارے پر وہاں

بیٹھے تھے، ان کے بارے میں آگاہ ہو چکے تھے۔ انہوں نے، مسلمانوں نے ان پر پتھر اور تیر برسائے۔ پھر ہم بھی ان کے ساتھ رک گئے اور ہم نے بھی ان پر تیر اندازی کی یہاں تک کہ ہم نے ان مشرکین کو تیر اندازی کرتے ہوئے اپنی جگہ سے ہٹنے پر مجبور کر دیا اور وہ اپنے ٹھکانوں کی طرف لَوٹ گئے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا اور مَیں نے آپؐ کو نماز کی حالت میں پایا۔ پھر مَیں نے آپؐ کو اس واقعہ کے بارے میں آگاہ کیا۔ حضرت ام سَلَمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپؐ کی سانس کی آواز سنی اور آپؐ اس وقت تک نہ اٹھے یہاں تک کہ مَیں نے حضرت بلالؓ کو صبح کی اذان دیتے ہوئے سنا اور فجر کی سفیدی نظر آ گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور مسلمانوں کو نماز پڑھائی۔ حضرت ام سَلَمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ

اللہ تعالیٰ عَبَّاد بن بِشْر پر رحم فرمائے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے سب سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کے ساتھ چمٹے رہے اور ہمیشہ اس کی حفاظت کرتے رہے۔

(کتاب المغازی للواقدی جزء۱ صفحہ ۳۹۶-۳۹۷، غزوۃ الخندق، دار الکتب العلمیۃ بیروت مطبوعہ ۲۰۱۳ء)

''حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ انصار میں سے تین اشخاص اپنی افضلیت میں جواب نہیں رکھتے تھے یعنی ''حضرت ''اُسَید بنِ الْحُضَیر، ''حضرت ''سَعد بن مُعَاذ اور'' حضرت ''عَبَّاد بن بِشْر۔''
(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ صفحہ 229)

تحویلِ قبلہ کے متعلق روایت

ہے۔ اس میں حضرت عَبَّاد بن بِشْر کا نام بھی آتا ہے۔ چنانچہ حضرت تُوَیْلَہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم بنو حارِثہ میں ظہر یا عصر کی نماز پڑھ رہے تھے اور دو رکعت بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی تھیں کہ ایک آدمی آیا اور اس نے آ کر ہمیں بتایا کہ قبلہ مسجد حرام کی طرف پھیر دیا گیا ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ پھر ہم نے جگہ تبدیل کر لی اور مرد عورتوں کی جگہ کی طرف منتقل ہو گئے اور عورتیں مردوں کی جگہ کی طرف۔ ایک روایت کے مطابق اس اطلاع دینے والے آدمی کا نام حضرت عَبَّاد بن بِشْر بن قَیْظِی تھا جو کہ قبیلہ بنو حَارِثہ سے تعلق رکھتے تھے جبکہ ایک دوسرے قول کے مطابق یہ شخص عَبَّاد بن بِشْر بن وَقْش تھے جو بَنُو عَبدِ الاَشْہَل سے تعلق رکھتے تھے۔

(اُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جزء ۳ صفحہ ۱۴۸-۱۴۹۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(سیر اعلام النبلاء لامام الذہبی جزء ۱ صفحہ ۳۳۹، عَبَّاد بن بشر، الرسالۃ العالمیۃ الطبعۃ الثانیۃ ۲۰۱۴ء)

صلح حدیبیہ کے موقع پر

جب قریشِ مکہ کی طرف سے سُہَیل بن عمرو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بات چیت کی غرض سے آیا تو اس وقت بھی حضرت عَبَّاد بن بشر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوہے کی خَود پہنے کھڑے تھے اور آپ کے ساتھ ایک اَور صحابی حضرت سَلَمہ بن اسلم بھی تھے۔ دورانِ گفتگو جب سہیل کی آواز بلند ہوئی تو حضرت عَبَّاد بن بِشْر نے اسے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی آواز دھیمی رکھو۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جزء ۵ صفحہ ۵۲ باب ذکر الھدنۃ وکیف الصلح یوم الحدیبیۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت عَبَّاد بن بِشر ہر غزوے کے موقع پر پیش پیش رہے

چنانچہ جب عُیَیْنَہ بن حِصْن فَزَارِی، بنو غَطْفَان کے چند سواروں کے ساتھ غابہ پر حملہ آور ہوا جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھیل اونٹنیاں چرا کرتی تھیں تو انہوں نے اونٹنیوں کی نگرانیوں پر متعین آدمی کو قتل کر دیا اور اس کی بیوی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کو ساتھ لے گئے۔ جب مدینہ میں یہ خبر پہنچی تو گھڑ سوار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ روایت میں ذکر ہے کہ انصار میں سے حضرت مِقْدَاد بنِ اَسْوَد رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے پہلے حضرت عَبَّاد بن بِشْر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام جزء ۳-۴ صفحہ ۱۷۴-۱۷۵ غزوۃ ذی قرد، دارالکتاب العربی بیروت مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

یہ مہم غزوہ ذی قرد کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی تفصیل صحیح بخاری میں بھی آئی ہے۔ یَزِید بنِ ابی عُبَید سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: مَیں نے حضرت سَلَمہ بن اکوعؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نماز فجر کی اذان سے پہلے مدینہ سے نکل کر غابہ کی طرف گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھیل اونٹنیاں ذی قرد مقام پر چَر رہی تھیں۔ کہتے تھے کہ عبد الرحمٰن بن عوف کا ایک لڑکا مجھے رستے میں ملا۔ کہنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں لے گئے ہیں۔ میں نے کہا کون لے گئے ہیں؟ اس نے کہا غَطْفَان کے لوگ۔ کہتے تھے کہ یہ سنتے ہی میں نے یا صَبَاحَاہ کی آواز تین بار بلند کی اور ان کو پہنچا دی جو مدینہ

کے دو پتھریلے میدانوں میں تھے۔ پھر اپنے سامنے بے تحاشا دوڑ پڑا یہاں تک کہ ان لٹیروں کو جالیا اور وہ جانوروں کو پانی پلانے لگے تھے۔ میں نے انہیں تیروں کا نشانہ بنایا اور میں اچھا تیرانداز تھا اور یہ رجز کہتا جاتا تھا۔ میں اکوع کا بیٹا ہوں آج کا دن وہ ہے جس میں معلوم ہو جائے گا کہ دودھ پلانے والیوں نے کسے دودھ پلایا ہے اور میں گرجتے ہوئے یہ رجز یہ شعر پڑھتا تھا یہاں تک کہ ان سے تمام دودھیل اونٹنیاں چھڑا لیں اور ان سے تیس چادریں بھی چھین لیں۔ کہتے تھے کہ میں اسی حال میں تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے لوگوں سمیت آ پہنچے۔ مَیں نے کہا نبی اللہ! میں نے ان لوگوں کو پانی نہیں پینے دیا اور وہ پیاسے تھے۔ آپ ان کی طرف اس وقت دستہ بھیجیے۔ آپؐ نے فرمایا:

اکوع کے بیٹے! تم نے ان پر قابو پالیا ہے اس لیے نرمی کرو۔

حضرت اکوعؓ کہتے تھے پھر ہم لوٹ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے اپنی اونٹنی پر بٹھا لیا اور ہم اسی حالت میں مدینہ میں داخل ہوئے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی بَاب غَزْوَةُ ذَاتِ الْقَرَدِ روایت نمبر ۴۱۹۴)

پھر ذکر ہے

حضرت حَاطِبْ بن اَبِی بَلْتَعہؓ

کا۔ ان کی وفات تیس ہجری میں پینسٹھ سال کی عمر میں مدینہ میں ہوئی۔حضرت عثمانؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۸۴ ومن حلفاء بنی اسد۔ دارالکتب العلمیۃ ۱۹۹۰ء)

ان کے بارے میں مزید لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے بھی آپ کو مُقَوقِسْ کے پاس مصر بھیجا اور ایک معاہدہ ترتیب دیا جو حضرت عَمروبِن عاصؓ کے حملہ مصر تک طرفین کے درمیان قائم رہا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب۔ جلد ۱ صفحہ ۳۱۴ حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعہ اللخمی۔ دارالجیل بیروت ۱۹۹۲ء)

حضرت حَاطِبؓ خوبصورت جسم کے مالک تھے۔ ہلکی داڑھی تھی۔ گردن جھکی ہوئی تھی۔ پست قامت کی طرف مائل اور موٹی انگلیوں والے تھے۔ یعقوب بن عُتْبَہ سے مروی ہے کہ حضرت حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعہؓ نے اپنی وفات کے دن چار ہزار دینار اور دراہم چھوڑے۔ آپؓ غَلّہ وغیرہ کے تاجر تھے اور آپؓ نے اپنا ترکہ مدینہ میں چھوڑا۔

(الطبقات الکبریٰ۔ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۸۵ ومن حلفاء بنی اَسَد دارالکتب العلمیہ ۱۹۹۰ء)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حَاطِب کا غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپؐ کی شکایت لے کر آیا۔ غلام نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! حَاطِب ضرور جہنم میں داخل ہو گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تُو نے جھوٹ بولا۔ وہ اس میں ہرگز داخل نہیں ہو گا کیونکہ وہ غزوۂ بدر اور صلح حدیبیہ میں شامل ہوا تھا۔

(سنن ترمذی۔ابواب المناقب باب فیمن سب أصحاب النبی ﷺ حدیث نمبر ۳۸۶۴)

حضرت سعید بن مسیّبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ حضرت حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعہؓ کے پاس سے گزرے وہ بازار میں کشمش بیچ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا تو اپنی قیمت زیادہ کریں یا پھر ہمارے بازار سے چلے جائیں۔ مزید لکھا ہے کہ حضرت امام شافعیؒ سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ عید گاہ کے بازار میں حضرت حَاطِبؓ کے پاس سے گزرے۔ ان کے سامنے دو ٹوکریاں کشمش کی بھری پڑی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے ان سے ان کا نرخ پوچھا تو انہوں نے کہا دو مُدّ ایک درہم میں دے رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ مجھے طائف سے آنے والے قافلے کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ آپؓ کے نرخ کا اعتبار کرتے ہیں۔ یا تو آپؓ نرخ زیادہ کریں یا پھر گھر میں بیٹھ کر جیسے چاہیں بیچیں۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ گھر آئے اور سوچ بچار کی تو پھر حضرت حَاطِبؓ کے گھر ان سے ملنے گئے اور ان سے کہا جو کچھ مَیں نے آپؓ سے کہا تھا وہ میری طرف سے کوئی زبردستی نہیں ہے اور نہ میری طرف سے وہ فیصلہ تھا۔ میں نے یہ بات صرف شہریوں کی بھلائی کے لیے کی تھی۔ آپؓ جہاں چاہیں بیچیں اور جتنے میں چاہیں بیچیں۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی جزء۶حدیث۱۱۱۴۶۔ جماع ابواب السلم۔ باب التسعیر۔صفحہ ۴۸۔دارالکتب العلمیة ۲۰۰۳ء)

حضرت مصلح موعودؓ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مدینۂ منورہ میں قیمتوں پر اسلامی حکومت تصرف رکھتی تھی۔ چنانچہ حدیثوں میں آتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ مدینہ کے بازار میں پھر رہے تھے کہ آپؓ نے دیکھا ایک شخص حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعہ اَلْمُصَلّٰی نامی بازار میں دو بورے سوکھے انگوروں کے رکھے بیٹھے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے بھاؤ دریافت کیا تو انہوں نے ایک درہم کے دو مُدّ بتائے۔ یہ بھاؤ بازار کے عام بھاؤ سے سستا تھا۔ اس پر آپؓ نے ان کو حکم دیا کہ اپنے گھر جا کر فروخت کریں مگر بازار میں وہ اِس قدر سستے نرخ پر فروخت نہیں کرنے دیں

گے کیونکہ اِس سے بازار کا بھاؤ خراب ہوتا ہے اور لوگوں کو بازار والوں پر بدظنی پیدا ہوتی ہے۔''

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''فقہاء نے اس پر بڑی بحثیں کی ہیں۔بعض نے ایسی روایات بھی نقل کی ہیں کہ بعد میں حضرت عمرؓ نے اپنے اس خیال سے رجوع کرلیا تھا مگر

بالعموم فقہاء نے حضرت عمرؓ کی رائے کو ایک قابلِ عمل اصل کے طور پر تسلیم کیا ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ اسلامی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ریٹ مقرر کرے ورنہ قوم کے اخلاق اور دیانت میں فرق پڑ جائے گا

مگر یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ اس جگہ انہی اشیاء کا ذکر ہے جو منڈی میں لائی جائیں۔ جو اشیاء منڈی میں نہیں لائی جاتیں اور انفرادی حیثیت رکھتی ہیں ان کا یہاں ذکر نہیں۔ پس جو چیزیں منڈی میں لائی جاتی ہیں اور فروخت کی جاتی ہیں اُن کے متعلق اسلام کا یہ واضح حکم ہے کہ ایک ریٹ مقرر ہونا چاہئے تا کوئی دکاندار قیمت میں کمی بیشی نہ کر سکے۔ چنانچہ بعض آثار اور احادیث بھی فقہاء نے لکھی ہیں جن سے اس کی تائید ہوتی ہے۔''

(خطبات محمودؓ۔جلد 19 صفحہ 307-308 خطبہ 10/ جون 1938ء)

یہاں مقابلہ بازی میں پھر ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں اس لیے ایک ریٹ ہو۔

غزوۂ بنو مصطلق پانچ ہجری سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقیع کے مقام سے گزرے تو وہاں وسیع علاقہ اور گھاس دیکھی اور بہت سے کنویں دیکھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کنوؤں کے پانی کے متعلق پوچھا تو عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب ہم ان کنوؤں کی تعریف کرتے ہیں تو ان کا پانی کم ہو جاتا ہے اور کنویں بیٹھ جاتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعہؓ کو حکم دیا کہ وہ ایک کنواں کھودیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیع کو چراگاہ بنانے کا حکم دیا۔حضرت بلال بن حارث مُزْنِیؓ کو اس پر نگران مقرر فرمایا۔حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس زمین میں سے کتنے حصہ کو چراگاہ بناؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب طلوع فجر ہو جائے تو ایک بلند آواز شخص کو کھڑا کرو۔ رات کے اندھیرے میں تو دُور تک آوازیں جاتی ہیں اس لیے دن کے وقت جب دن چڑھ جائے تو اس وقت

ایک شخص کو کھڑا کرو پھر اسے مُقْبَلْ نامی پہاڑی پر کھڑا کر کے جہاں تک اس شخص کی آواز جائے اتنے حصہ کو مسلمانوں کے گھوڑوں اور اونٹوں کی چراگاہ بنا دو جس کے ذریعہ سے وہ جہاد کر سکیں۔یعنی جہاد کے لیے مسلمانوں کے جو گھوڑے اور اونٹ ہیں وہ وہاں چریں۔حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مسلمانوں کے چرنے والے جانوروں کے بارے میں کیا رائے ہے۔مسلمانوں کے جو دوسرے جانور ہیں ان کے بارے میں (کیا رائے ہے؟)۔آپؐ نے فرمایا: وہ اس میں داخل نہیں ہوں گے صرف جہادی جو جہاد کے لیے استعمال ہونے والے ہیں وہی اس جگہ سے چر سکتے ہیں۔ باقی اپنی اپنی چراگاہوں پر جائیں۔حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! اس کمزور مرد یا کمزور عورت کے بارے میں آپؐ کا کیا خیال ہے جس کے پاس قلیل تعداد میں بھیڑ بکریاں ہوں اور وہ انہیں منتقل کرنے پر قدرت نہ رکھتے ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو اور انہیں چرنے دو۔ جو غریبوں کا تھوڑا بہت مال ہے اسے بے شک چرنے دو۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۴ صفحہ ۳۵۲-۳۵۳ غزوہ بنی المصطلق۔مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان ۱۹۹۳ء)

یہ جو ایک روایت آئی ہے پہلے بھی بیان ہو چکی ہے کہ ایک انصاری تھا جس نے حضرت زبیرؓ سے حَرَّہ کی اس ندی کے بارے میں جھگڑا کیا جس سے لوگ کھجوروں کو پانی دیا کرتے تھے۔ انصاری نے حضرت زبیرؓ سے کہا کہ پانی بہنے دو اور حضرت زبیرؓ نے نہ مانا تو وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا: زبیر! تم اپنے درختوں کو سیراب کر لو۔ پھر اپنے ہمسائے کے لیے پانی چھوڑ دو۔ انصاری کو غصہ آ گیا اور اس نے کہا آپؐ نے یہ فیصلہ اس لیے کیا ہے کہ یہ آپؐ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپؐ نے فرمایا: زبیر! اپنے درختوں کو پانی دو۔ پھر پانی کو روکے رکھو یہاں تک کہ وہ منڈیروں تک بھر آئے۔حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت اسی وقت نازل ہوئی تھی کہ تیرے رب کی قسم! وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہوں گے جب تک وہ تجھے ان باتوں میں حَکم نہ مانیں جو اُن کے درمیان اختلافی صورت اختیار کرتی ہے۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔

(صحیح البخاری۔کتاب المساقاۃ والسیر باب سکر الانہار حدیث نمبر ۲۳۶۰،۲۳۵۹)

اس حدیث میں جن انصاری کا ذکر ہے ان کے بارے میں تفاسیر میں اختلاف ہے۔تفسیر قرطبی میں مکی وَالنُّحَاس کے قول کے مطابق لکھا ہے کہ وہ انصاری حضرت حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعہؓ تھے۔

(الجامع لاحکام القرآن لقرطبی جزو۶ صفحہ ۴۴۱ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۲۰۰۶ء)

تو یہ ہیں جن کا میں نے آج بیان کرنا تھا۔ کچھ تھوڑے سے رہ گئے ہیں وہ ان شاء اللہ آئندہ کبھی بیان کر دوں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 17/ فروری 2023ء صفحہ 5 تا 10)